

یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی حضرت میر سید
ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی
الشافعی اغثنی واعدونی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات

گیارہ قدم

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

www.FaizAhmedOwaisi.com

www.FaizaneOwaisia.com



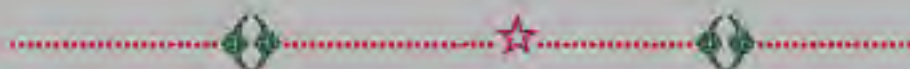
بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام علیک یا رحمة للعالمین

گیارہ قدم

مُصَنَّف

فیض ملت، مفسر المتقین، استاذ العربیہ والحجیم، مُفسر اعظم پاکستان

ابوالصالح سلفی محمد فیض احمد اویسی رضوی، امت پر کاظم القدسیہ



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ، ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! نمازِ غوثیہ جو **صلوۃ الاسرار** کے نام سے مشہور ہے **حل المشکلات** کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ اس نماز کے ہر عمل پر مخالفین کو اعتراض ہے بالخصوص گیارہ قدم چل کر بغداد کی جانب آنے جانے کو شرکِ عظیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقیر نے اس رسالہ میں ان کے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سارا فیض ہے، امام احمد رضا محدث بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ** کا ورنہ من آنم کہ خود دانم۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین



ولادت

محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی محی الدین **عبدالقادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت ابوصالح کے گھر پیدا ہوئے تو شمع نور (غوثِ اعظم) نے دنیا کو چاروں طرف روشن کر دیا جس سے دینِ مصطفیٰ ﷺ کو رونق و برکت اور تازگی نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ چونکہ ماہِ رمضان المکرم میں پیدا ہوئے اسلئے آپ ﷺ اس ماہِ مقدس میں دن کو والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے

تھے یعنی آپ ﷺ پیدائشی طور پر روزہ دار تھے۔

تعلیم

حضور غوثِ اعظم ﷺ مدرسہ نظامیہ بغداد میں جب تعلیم مکمل کر چکے تو عبادت و ریاضت کی عادت ڈال لی۔ پہلے ایک (۱) سال مدائن کے کھنڈرات میں شب و روز یا حق میں بسر کیا۔ پھر سالہا سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ پچیس (۲۵) سال کے مجاہدات کے بعد آپ ﷺ نے شیخ الشیوخ ابو سعید مخزومی ﷺ کے دست پر بیعت کی اور سلوک میں بہت بڑا مقام و مرتبہ حاصل کیا۔

مسیحی الدین

آپ ﷺ وہ ہیں جنہوں نے پیدا ہوتے ہی خدا کے فرض کردہ روزوں کو ادا کیا پھر جب بالغ ہوئے تو آپ ﷺ نے شریعتِ اسلامیہ پر آنے والی ظلمات کو خوب صاف فرمایا یہاں تک کہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا مکمل طور پر نفاذ ہو گیا اور دین کو حیاتِ نو نصیب ہوئی اسی لئے آپ ﷺ کو ”مسیحی الدین“ کہا جاتا ہے آپ ﷺ کو محبتِ الہی میں وہ کمال حاصل تھا کہ عشقِ خداوندی آپ ﷺ کی ہر ادا سے نمودار تھا۔ عبدالقادر جیلانی ﷺ منزلِ وحدت میں مستغرق تھے کہ بس خدا ہی خدا آپ ﷺ کو یاد تھا اور غیر سے آپ ﷺ بالکل بے خبر تھے۔

دین زندہ کر دیا

محبوبِ سبحانی ﷺ ایک غیر آباد سمنان مقام سے گزر رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ ﷺ اخلاص و وفا اور طلبِ صادق کی لاتعداد مثالیں قائم کر کے حریمِ قدس (خانہ کعبہ) کے محرم اور لامکاں کی وسعتوں کے شہباز بن چکے تھے اور خصوصی نورِ بصیرت حاصل ہونے کی وجہ سے غیر محسوس حقائق و معانی کو محسوس صورت میں دیکھ سکتے تھے۔

آپ ﷺ نے ایک ناتواں (کمزور) اور خستہ حال بوڑھا راستے میں لیٹا ہوا دیکھا۔ اُس کے چہرے پر مردنی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی مگر آپ ﷺ کو اُس پر بے اختیار پیار آ گیا۔ گویا کوئی اپنا ہی عزیز اور محبوب ہو آپ ﷺ اُس کی بالیں (سرہانے) پر کھڑے ہو گئے۔ مسیحا کو مہربان اور سر پر کھڑا دیکھ کر جاں بلب (مرنے کے قریب) مریض نے آنکھیں کھول دیں

جیسے اُس کی جان میں جان آگئی ہو اور وہ جان گیا ہو کہ اب شقایا اب اور تندرست ہونے میں کچھ دیر نہیں۔

بوڑھے نے لرزتا ہوا کمزور ہاتھ بڑھایا آپ ﷺ نے قوی ہاتھوں سے تھام لیا۔ بوڑھے کی رگوں میں بجلی کی سی تیز رود وڑ گئی اور جسم میں توانائی انگڑائیاں لے کر بیدار ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے پڑمردہ (مرجھائے ہوئے) اور سوکھے چہرے پر نکھار آ گیا۔ کمزوری اور ناتوانی جاتی رہی۔ اضمحلال (ستی و کالی) و خشکی کا فور (ختم) ہو گئی اور ضعف و نقاہت (کمزوری) کا نشان تک نہ رہا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے موجود تھا۔

آپ ﷺ نے اُس کی بدلتی کیفیت کو محسوس کیا اور اُس معجزانہ تبدیلی پر حیران رہ گئے۔ بوڑھے کی جگہ کھڑے اب جوان رعنا نے جواب دیا۔ **عبدالقادر** حیران ہونے کی ضرورت نہیں میں دین اسلام ہوں میری حالت نہایت خراب اور خستہ ہو چکی تھی تم نے مجھے سہارا دے کر قوت بخشی ہے مجھے زندہ کیا ہے، پیارے اتم **محمد الدین** ہو۔

دین و دنیا کا حال زار

غوث الاعظم ﷺ کی نور بصیرت سے بہرہ ور حقیقت شناس (حقیقت پہچاننے والی) آنکھوں نے دین کو جس مثالی صورت میں دیکھا بغداد کی عملی صورت اُس کا بھیا نک نمونہ تھی۔ دین کی گرفت ذہن و گردن پر ڈھیلی پڑ چکی تھی، جس کے نتیجے میں وہ تمام اخلاقی قدریں دم توڑ چکی تھیں جو اُس کا لازمی حصہ ہیں۔ دولت کی فراوانی (زیادتی)، گناہوں کی لذت اور عیش و عشرت کی رنگینی نے اعمالِ صالحہ کو ایک ثانوی حیثیت دے دی تھی، جس کا قومی اور انفرادی زندگی پر یہ اثر تھا کہ بدی عام تھی اور گناہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور نمائشی دل آویزیوں (دل کو متاثر کرنے والی) کے ساتھ آزاد و بے قید تھا۔

دورِ احیائے دین

اُن بگڑے ہوئے حالات و واقعات کی اصلاح کے لئے ایک ایسے مسیحا نفس کی ضرورت تھی جس کی قوت کی تیگ و تازگی صرف علمی موشگافیوں، فلسفیانہ توجیہوں اور فقہی نکتہ آرائیوں تک ہی محدود نہ ہو، بلکہ بصیرت و روحانیت کی حدود کو بھی چھوٹی ہو اور اُس میں عشق کی سرمستی اور معرفت و آگہی کی وہ برقی رو بھی ہو جو مردہ دلوں کو زندگی بخشی اور طاعنوتی طاقتوں (شیطانی قوتوں) کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہو۔ اس کام کے لئے مشیتِ ایزدی (خدا) نے جنابِ غوث الاعظم ﷺ کو بطور خاص تیار کیا اور دین کی تجدید و تقویت (طاقت) اور ملت کے احیاء کا اعزاز عطا کرنے کے لئے ابتداء ہی سے آپ ﷺ کی تربیت اور معاونت فرمائی۔

غیبی تربیت

واقعات سے پتہ چلتا ہے قدرت نے آپ ﷺ کو اس مقصد کے لئے جن لیا تھا اور آپ ﷺ کو محی الدین بنانا مقصود تھا۔ یہ واقعات زمانہ طالب علمی سے لے کر اُس دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جب آپ بغداد میں داخل ہو کر تخت کرامت پر جلوہ فرما ہوئے اور مقابلہ میں آنے والی مادی قوتوں کو پاش پاش کر دیا۔

ان واقعات کا تذکرہ باعثِ سعادت و بصیرت اور اُس نتیجہ تک پہنچنے میں کافی مددگار ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں دستِ قدرت کا فرما تھا۔ چنانچہ چند واقعات و شواہد پیش کئے جاتے ہیں تاکہ یقین ہو کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے احیاء کے لئے جس ہستی کو منتخب فرمایا وہ واقعی اس لائق ہے کہ انہیں تسلیم کیا جائے کہ آپ ہیں محی الدین ﷺ۔

سچائی کی برکت

چند افراد پر مشتمل ایک مختصر سا قافلہ بغداد کی جانب عازم سفر (سفر کا ارادہ رکھتا) ہے۔ اس قافلہ میں ایک نو عمر بچہ بھی اپنی والدہ کی اجازت سے طلب علم کے لئے جا رہا ہے۔ جب یہ قافلہ مقامِ ہمدان سے آگے نکلتا ہے تو ڈاکوؤں کا ایک گروہ اس پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتا ہے۔ ایک ڈاکو اُس بچے کے قریب آ کر پوچھتا ہے کہ ”اے لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے۔“ عام روایت کے خلاف وہ نو عمر بچہ اپنی صدی (سید بند) میں سلے ہوئے چالیس (۴۰) دیناروں کا انکشاف کرتا ہے، ڈاکو اُسے مذاق سمجھتے ہوئے بغیر کسی تعرض (مزاحمت) کے آگے بڑھ جاتا ہے لیکن جب ہر پوچھنے والے ڈاکو کو بچے کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے تو تحقیق و صداقت کے لئے اُسے ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار اُس نو عمر بچے کی حق گوئی سے متاثر ہو کر استفسار (پوچھتا) کرتا ہے کہ ”اے لڑکے! تو جھوٹ بول کر اپنے دینار بچا سکتا تھا لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔۔۔؟“ اُس لڑکے نے بتایا کہ میری ماں نے مجھ سے ہر حالت میں سچ بولنے کا وعدہ لیا ہے چنانچہ میں نے اسی وعدے پر قائم رہنے کے لئے سچ بولا ہے اس حق گوئی کا ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا۔ ڈاکو یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ایک بچہ تو اپنی ماں کی نافرمانی نہیں کرتا لیکن ہم کس قدر بد بخت ہیں کہ مدت سے اپنے خالق و مالک کی حکم عدولی میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہ توبہ کر کے راہِ راست اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ بچہ جس کے اعلیٰ کردار کی ایک معمولی سی جھلک نے ڈاکوؤں اور لیٹیروں کی زندگی میں انقلاب برپا کر کے نہ صرف

انہیں عذاب الہی سے بچایا بلکہ سینکڑوں خاندانوں کو امن و سکون کی دولت سے مالا مال کیا۔ یہ وہی بچہ تھا جس کو آج دنیا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے پہچانتی ہے۔ جن کی شخصیت کا ایک مختصر خاکہ یہ ہے کہ حصول علم کی خاطر آبلہ پائی (ہجروں میں چھالے پر جانا)، سلامتی ایمان کے لئے نفس کشی اور دنیا کی تمام لذتوں سے بے رغبتی اور اللہ عزوجل کی کبریائی کا اقرار کرنے کے لئے ہر مادی طاقت کی نفی، غریبوں اور بے کسوں کی محفل میں باپ اور بھائی سے زیادہ شفیق، مہربان، بھوکوں کو اپنے دہن (منہ) کا لقمہ (نوار) عطا کرنے والے، بنگلوں کو اپنا پیرہن مبارک بخش دینے والے، امراء کے دروازوں کی طرف سے پیٹھ کر لینے والے، بزم احباب میں صباغین، شیریں کلام، دربار خلافت میں شمشیر بے نیام (نگلی نوار)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ قدرت نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کا منصب جلیلہ عطا کرنا تھا جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کا اصل مقصد تھا اسی لئے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کھیت میں مل چلا رہے تھے کہ ہاتھ غیب (غیب کی آواز دینے والا فرشتہ) سے ندا آئی ”اے عبدالقادر تمہیں قدرت نے نیل ہانکنے اور اہل چلانے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔“ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آواز سنتے ہی بل چھوڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور اس مقصد اور اسی سوچ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر کی راہ لی، گھر میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ داخل ہوئے۔ ماں نے بیٹے کو گھبراہٹ سے دیکھ کر وجہ پوچھی تو بیٹے نے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ماں واقعہ سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہی اور پھر دھیمی آواز سے کہا بیٹا! ہاتھ نے سچ کہا ہے تم کو خدا نے نیل ہانکنے اور اہل چلانے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ خدا نے تم سے کوئی بہت بڑا کام لینا ہے جسے انجام دینے کے لئے تمہیں ہر وقت تیار رہنے کی ضرورت ہے۔

تعلیمی سفر

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعلیٰ مقصد کی تیاری (طالب علمی) کی خاطر بغداد جانے کا ارادہ کیا چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو شروع ہی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دینی تعلیم دلانے کا خیال تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت دے دی گئی اور یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ جیتے جی اب دوبارہ اپنے لخت جگر سے ملاقات ناممکن ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) ضعیف العمر (بڑی عمر والی) ماں نے اپنے بیٹے کے اقلیم (ولایت) علم و عرفان کا سلطان بننے کی خاطر صدمہ فرقت برداشت کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علم کے لئے بغداد کی جانب روانہ ہوئے۔ چار سو (400) میل سے زائد کا خطرناک سفر طے کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں رونق افروز

ہوئے اور ائمہ اعلام و علماء عظام سے استفادہ فرمانے لگے۔ آپ ﷺ نے پہلے قرآن کریم روایت و روایت اور قرأت سے پڑھا، پھر فقہ، اصول فقہ، علم و ادب اور علم حدیث کے لئے وقت کے ممتاز علماء کے سامنے زانوئے تلمذ (شاگردی) طے کیا۔ آپ ﷺ کے اساتذہ میں ابو الوفا، علی بن عقیل، ابو غالب، محمد بن حسن باقلانی، ابو القاسم علی بن کرخی، ابو زکریا یحییٰ بن علی تبریزی جیسے نامور علماء اور محدثین شامل تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

علمی مجاہدہ

تحصیل (حصول) علم میں آپ ﷺ کو سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ بغداد پہنچتے ہی فقر و فاقہ پیش آیا۔ والدہ کے دیئے ہوئے چالیس (40) دینار بغداد جیسے عظیم شہر میں کب تک کفایت کر سکتے تھے۔ انتہائی کفایت شعاری کے باوجود آپ ﷺ کی جیب جلد ہی خالی ہو گئی۔ دو (2) سال کا عرصہ اسی طرح گزر گیا حتیٰ کہ بغداد کے گرد و نواح (آپس پاس کے علاقے) میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترسنے لگے۔ انہی فاقہ مستیوں اور عسرت میں آپ ﷺ آٹھ (8) برس تک مدرسہ نظامیہ میں علم حاصل کرتے رہے اور بالآخر ایک دن ایسا آیا کہ آپ ﷺ کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی۔

روحانی جذبہ

ظاہری علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ ﷺ اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہ سب تک و دو (جدوجہد) جو میں نے کی ہے آخر کس مقصد کے لئے ہے؟ اس میں شک نہیں کہ علم نے میری رہبری کی، مجھے راستہ دکھایا، لیکن منزل کہاں ہے؟ کاش مجھے وہ تعلق باللہ نصیب ہوتا جو میرے نانا عبد اللہ صومعی ﷺ کو نصیب تھا۔ مجھے وہ ذوق و شوق عطا ہوتا جو میرے والد محترم کو خدا نے عطا کیا تھا، مجھے وہ قربت الہی نصیب ہوتی جو میری پھوپھی کو حاصل تھی۔

آخر آپ ﷺ نے مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہونے کی ٹھانی چنانچہ ۱۱۰۲ھ سے ۱۱۱۲ھ تک پچیس (25) سال کی طویل مدت ایسے ایسے مجاہدے اور ریاضتیں کیں کہ اُن کا تصور کر کے ہی انسان کانپ اٹھتا ہے۔ کوئی سختی

اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ ﷺ نے اُس دور میں برداشت نہ کی ہو۔ پچیس (25) سال کے سخت اور ہولناک (خطرناک) مجاہدات کے بعد آپ ﷺ نے شیخ الشیوخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

مسند ارشاد

علوم ظاہری اور باطنی نیز مجاہدات و ریاضات سے فراغت کے بعد آپ ﷺ مسند ارشاد و اصلاح پر متمکن (قائم) ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے بڑے بڑے فصحاء (خوش بیان) و بلغاء (تعلیم یافتہ) علماء کی زبانیں گنگ ہوتی تھیں۔ عوام الناس کے علاوہ اُس دور کے مشائخ بھی وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ بعض اوقات وعظ میں شانِ جلالت بھی پیدا ہو جاتی تھی جس پر آپ ﷺ فرماتے ”لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے۔“

طالب علمی کے دور کا ایک اور واقعہ

غوث الاعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”طالب علمی کا دور بڑا ہوش رہا اور سنگین تھا، بڑی عسرت (تنگی، مفلسی) اور تنگ دستی کی حالت میں دن گزرتے تھے، بعض اوقات لگا تار فاقے آتے، کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ملتا مگر اس حالت میں بھی استقلال (مضبوطی) کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ میں ہر تکلیف اور پریشانی کو بڑے صبر کے ساتھ سہارتا اور یہ تصور کر کے کہ ان حالات کے پیچھے قدرت کا ہاتھ (دستِ قدرت) ہے، زبان سے کچھ نہ کہتا۔“

ایک دفعہ لگا تار فاقے آئے، پھر قدرت نے خود قوتِ لایموت کا انتظام فرمایا مگر ساتھ ہی میرے لئے ایک روحانی درس کا بھی انتظام کر دیا۔ ہوا یوں کہ حلوہ پوری کہیں سے اچانک میسر آ گئی چونکہ سخت بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے اُسے لے کر مسجد میں آ گیا اور محراب میں بیٹھ کر اُسے سامنے رکھ لیا۔ ابھی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک غیبی تحریر نمودار ہوئی عبارت یہ تھی۔

”پہلی کتابوں میں بتایا گیا ہے خدا کے شیر لڑتوں کے تابع نہیں ہوتے، وہ شکم پرستی اور خواہشوں کی پیروی نہیں کرتے، انہیں عارضی لڑتوں اور زبان کے چٹخاروں کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہوتا۔“

جب میں نے یہ غیبی تمبیہ آنکھوں سے دیکھی تو فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کھانا وہیں چھوڑا اور دو (2) نفل پڑھ کر واپس آ گیا۔

بعض اوقات اچانک غیبی امداد سے بڑی تسلی اور تسکین نصیب ہوتی تھی اور فقر و فاقہ کے باوجود کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

تنگ دستی کے اُسی زمانے میں غیبی اشارہ ہوا کہ دکان سے روٹی لے لیا کرو، اجرت کی ادائیگی کا انتظام ہم کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کافی عرصہ بعد حکم ہوا فلاں جگہ سونے کی ڈلی ہے وہ اٹھا کر اجرت کے طور پر دوکاندار کو دے دو۔ میں نے ڈلی وہاں پائی اور دوکاندار کو دے دی۔

قدرتِ کاملہ اپنے محبوب بندے کے لئے سونے چاندی کے ڈھیر لگا سکتی تھی مگر یہ تربیت اور تزکیہ کا دور تھا۔ اسی لئے ایسی سہولتیں آپ ﷺ کے لئے بالکل مہیا نہ کی گئیں بلکہ اگر کم عمری اور نادانستگی کی وجہ سے آپ کی طبیعت ادھر مائل ہوتی تو فوراً شان کے خلاف اقدام سے روک دیا جاتا اور آپ ﷺ پھر منزل مقصود کی طرف لوٹ آتے۔

چنانچہ ایک دفعہ طلباء نے آپس میں طے کیا کہ ”بعقوباً“ جا کر وہاں کے متمول (مالدار) زمینداروں سے گندم لائیں۔ آپ ﷺ بھی آمادہ ہو گئے مگر راستے میں ایک شخص ملا اُس نے پاس بلا کر کہا ”صاحبزادے! جو طالب حق اور نیک بخت ہوں وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، تمہاری یہ شان نہیں کہ کسی سے مانگو“۔ یہ سن کر آپ ﷺ فوراً واپس تشریف لے آئے اور پھر کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔

ریاضت و مجاہدات

فراغت کے بعد آپ ﷺ محبتِ الہی کی لگن میں بیابانوں کے لئے، پہلے دور میں عشق کی چنگاری سلگ رہی تھی وہ شعلہ جوالہ بن گئی اور آپ ﷺ نے اُس کے لئے ہر چیز کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ ﷺ کو مستقبل قریب میں جو کام انجام دینا تھا اُس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کشف و وجدان کی نزاکتوں سے آگاہ اور باطنی قوتوں سے آراستہ ہو کر میدان میں آئیں تاکہ جن طاغوتی طاقتوں سے نپٹنا ہے اُن کے مقابلہ کے وقت دشواری پیش نہ آئے اور آپ ﷺ سب کو چت کر سکیں۔ غیر مرئی، شیطانی اور ابلیسی قوتوں نے بھی جب آپ ﷺ کا ذوق و شوق اور روحانی ترقی کی رفتار کا یہ عالم دیکھا تو وہ بھنا اٹھیں انہیں مستقبل قریب میں اپنی موت کا منظر صاف نظر آنے لگا۔ انہیں یہ سوچنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ جو شخص آج بیابانوں میں اس لگن کے ساتھ مصروفِ عمل ہے وہ اُن کے لئے پیغامِ موت ہے۔ بدی کی جن قوتوں کو انہوں

نے رواج دیا ہے اور عوام میں جن قباحتوں (نہائیوں) کو جنم دیا ہے یہ اُن کا مٹانے والا ہے اور اگر یہ اسی طرح سرگرم عمل رہا تو بہت جلد دین کی بالادستی اور فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ اس لئے ابھی سے اُس کا ناطقہ بند کر دینا چاہیے تاکہ کل یہ ہمارا ناطقہ بند کر سکنے کے قابل نہ ہو سکے اور دین کے جسدِ ناتواں میں حیاتِ تازہ پھونکنے کی صلاحیت و اہلیت حاصل نہ کر سکے۔

چنانچہ اُن غیر مرئی طاقتوں نے آپ ﷺ کی طرف سے زبردست خطرہ کے پیش نظر محسوس کیا اور مرئی صورت میں آپ ﷺ کے سامنے آ کر مقابلہ کرنے کی ضرورت محسوس کی اور آپ ﷺ کو تنگ کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ پریشان ہو کر آپ ﷺ یہ میدان چھوڑ دیں اور ہمت ہار کر پیچھے ہٹ جائیں اور دین کی وہ قدریں اسی طرح پامال ہوتی رہیں جو انسانیت کا زیور اور روحانیت کی معراج ہیں۔

(۱)۔۔ حضرت محبوبِ سبحانی ﷺ نے ایک مرتبہ دورانِ فتنہ پر نور کا ایک تخت بچھا ہوا دیکھا جس سے روپہلی روشنی پھوٹ رہی تھی وہ تخت نزدیک آتا گیا اور پھر اُس سے آواز آئی ”عبدالقادر! میں تیرا خدا ہوں تو نے بندگی کا حق ادا کر دیا، میں تم سے بہت خوش ہوں اور حرام چیزیں تمہارے لئے حلال کرتا ہوں۔ مزید تمہیں کسی عبادت کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تم نے مجھے راضی کر لیا۔“

آپ ﷺ نے فوراً **لاحول** پڑھی۔ دفعۃً (اچانک) ایک چیخ بلند ہوئی اور چاروں طرف تاریکی چھا گئی ابلیس ہاتھ ملتا ہوا آیا کہ ”عبدالقادر! تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے ہو ورنہ میں نے بڑوں بڑوں پر یہ حربہ آزمایا ہے اور انہیں سر میدان پچھاڑا ہے۔“

آپ ﷺ نے برجستہ (فوراً) فرمایا ”خالم! تو دوسرا وار کر رہا ہے میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے رب کے فضل سے محفوظ رہا ہوں، دور ہو جا۔“

(۲)۔۔ مستقبل قریب میں رونما ہونے والے عظیم انقلاب کو ناکام بنانے کے لئے جہاں طاغوتی اور ابلیسی طاقتیں غوثِ اعظم ﷺ کے راستے میں کانٹے بکھیر رہی تھیں وہیں کچھ محبوب اور مرئی احباب (پالنے والے رشتے دار) اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے آپ ﷺ کو سخت تربیتی مراحل سے گزارتے تھے۔ یہ نفسیاتی نقطہ نگاہ سے آپ ﷺ کو کوہِ علم و

وقار اور مستقل مزاج بنانے کے لئے ضروری تھا تا کہ ہر تجربہ کی بھیٹی سے آپ ﷺ کندن بن کر نکلیں اور جامع اوصاف شخصیت کے رُوپ میں سامنے آئیں۔

چنانچہ حضرت حماد ﷺ کی حوصلہ شکن، سرد مہری، ڈانٹ ڈپٹ اس سلسلہ کی نمایاں کڑی ہے۔ وہ سب کے سامنے جھڑکتے کہ اب تک کہاں تھے تمہارے لئے ہم نے کھانا نہیں رکھا، فقہیہ اعظم فقہیوں کے پاس جاؤ ہم سے کیا لینا ہے وغیرہ وغیرہ۔ طالب علموں نے جب اُستاذ کا یہ سلوک دیکھا تو انہوں نے بھی پرہیزے نکالے اور آپ ﷺ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ حضرت حماد ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا ”**تالائقون!** تم کیا جانو عبدالقادر کیا چیز ہے؟ میں تو اُس کی باطنی تربیت کے لئے یہ سلوک کرتا ہوں کیونکہ یہ اُس کی ریاضت کا زمانہ ہے وگرنہ مستقبل میں یہ آفتاب بن کر چمکے گا اور تمام چراغ اس کی تابانی کے سامنے ماند پڑ جائیں گے ہم اُس کی عظمت کو کیا جانو۔“

اُن تمام حالات و واقعات، ربانی تائیدات اور دہکیر یوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدرت نے آپ ﷺ کو احیائے دین اور اصلاح احوال کے لئے بطور خاص تیار کیا اور جب آپ ﷺ عملی میدان میں تشریف لائے تو باطل کے اندھیرے شیطان کے داؤ اور گناہ کے جال سب تار تار ہو گئے۔

تجدید و احیائے دین

جب آپ ﷺ نے علم و عرفان اور تقویٰ و معرفت کی تمام منازل طے کر لیں اور اعلیٰ پیمانے پر ارشاد و اصلاح کا منصب سنبھالنے کے قابل ہو گئے اور اس کمال کو چھولیا جس کے لئے آپ ﷺ کو تیار کیا جا رہا تھا تو ربانی اشارہ ہوا کہ بغداد جاؤ اور مخلوق خدا کو صراطِ مستقیم دکھاؤ جو بھٹک کر ناپسندیدہ راہوں پر ٹھوکریں کھا رہی ہے اور اللہ اور رسول (ﷺ) سے اپنا رشتہ توڑ چکی ہے۔ یہ حکم پا کر آپ ﷺ بغداد کی طرف روانہ ہو گئے، جب ایک ہادی اور رہنما کی حیثیت سے آپ ﷺ نے عوام کے افعال و مشاغل کا جائزہ لیا اور ہر طرف فسق و فجور (بدکاری، گناہ گاری)، خود غرضی اور ہوس کے سیاہ سائے حرکت کرتے ہوئے دیکھے تو اُکتا گئے۔ آپ ﷺ کا نفیس و جمیل دل ماحول کی گندگی سے گھبرا گیا اُسی وقت قرآن پاک بغل میں دبایا اور انہی بیابانوں کو دوبارہ رونق بخشنے کا ارادہ فرمایا جہاں سے تشریف لائے تھے۔ مگر اسی لمحہ حکم

ہوا عبدالقادر! یہیں رہ کر مخلوق خدا کو ہدایت کا سبق پڑھاؤ اور برکات سے سنبھالا دو۔ عرض کی مجھے اس ماحول سے گھن آتی ہے اپنے دین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تسلی دی گئی کہ دین کے محافظ ہم ہیں اس لئے بے خطر اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ تسلی پا کر آپ ﷺ نے بغداد میں قیام فرمایا۔

دین کی تجدید اور احیاء کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے والے عموماً عیش و عشرت کے دلدادہ، دولت مند امراء حکمران یا غلط فکر و نظر والے لوگ ہوتے ہیں جو ذہنی کجروی اور غلط اندیشی کی وجہ سے ناصواب کو صواب سمجھ کر دین کا کام کرنے والے کے لئے مشکلیں ڈھونڈتے اور پریشانی کے اسباب تلاش کرتے ہیں اور اسے دل جمعی سے اپنے فرائض سرانجام ہیں دینے دیتے۔

حضور غوث اعظم ﷺ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا لیکن ”الاستقامۃ خیر من الف کرامۃ“ مشہور مقولہ ہے جو کہ حضور غوث اعظم ﷺ پر سو فیصد صادق آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرعونان دور کی پرواہ کئے بغیر وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ اپنی زندگی میں ہی ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کا نام روشن فرمایا اسی لئے آپ کا لقب ”محمی الدین“ بھی ہے اور آج جو ہمارے ہاں اسلام کی رونقیں ہیں یہ صدقہ پیران پیر دستگیر ﷺ کا ہے۔



أولیاء و مشائخ کی عقیدت ﴿

”اقطاب جہاں درپیش درت افتادہ چو پیش شاہ گدا“

ترجمہ ﴿

جملہ جہاں کے اقطاب تیرے دربار میں گداؤں کی طرح پڑے ہیں۔

محبوب سبحانی غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے بے حد حساب اور بے شمار ظاہری و باطنی نعمتوں سے نوازا تھا۔ آپ ﷺ ”ابن علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ“ کے مصداق اور بذات خود ایک جہاں ہیں۔

غوث اعظم درمیان اولیاء

چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

ترجمہ

غوثِ اعظم ؒ اولیاء کے درمیان ایسے ہیں جیسے حضور ﷺ جملہ انبیاء علیہ السلام کے درمیان۔

غوث الثقلین مغیث الکونین حضرت شاہ جیلانی ؒ کی جلالتِ شان کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تمام سلاسل کے مشائخ کرام اور اولیاء اللہ نے آپ ﷺ کی مدح کی ہے۔

(۱)۔۔۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی بخاری ؒ نے آپ ﷺ کی خدمت میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

یا غوثِ معظم نورِ ہدی مختارِ نبی مختارِ خدا
سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیرانِ زجلالتِ ارض و سما
در ہزمِ نبی عالی شانی ستارِ عیوب مریدانی
در ملکِ ولاتِ سلطانی امے منبعِ فضل و جود و سخا
چون پالنے نبی شدئے پامرت تاجِ ہمہ عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں در پیشِ درتِ افتادہ جو پیشِ شاہ گدا

(۲)۔۔۔ شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری ؒ نے آپ ﷺ کی مدح میں یوں رطبِ لسان ہیں۔

بادشاہِ مردو عالم شیخِ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہِ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہِ عبدالقادر است

(۳)۔۔۔ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی ؒ نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح گلِ عقیدت پیش کرتے

ہیں

”شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہِ طریق اور تمام عالمِ وجود میں صاحبِ تصرف تھے۔ کرامات اور خوارقِ عادات

(کرامات) میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ید طولیٰ (مہارت، کمال) عطا فرمایا تھا۔

(۴)۔۔۔ قدوة السالکین، زبدة العارفين حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بمعانت میں آپ ﷺ کی توصیف اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”غوث اعظم اویسی ﷺ اولیاء عظام میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے بعد جس شخص نے کامل واکمل طور پر نسبت اویسیہ کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔“ نیز قہمات الہیہ، جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ حضرت موصوف قدس سرہ کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔

محقق اعظم عارف باللہ محدث اجل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث پاک ﷺ کی شان و عظمت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ۔

”اللہ تعالیٰ نے غوث اعظم کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک میں آپ ﷺ کے کمال و جلال کا شہرہ تھا۔“

مجدد الف ثانی اور غوث جیلانی رضی اللہ عنہما

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز حضرت غوث اعظم ﷺ کی علو شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کی تصنیف ”مبدأ و معاد“ کے صفحہ نمبر ۱۱ پر تحریر ہے کہ:

”اس مقام تک پہنچ جانے کے بعد جو اقطاب کا مقام کہلاتا ہے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے قطبیت ارشاد کی خلعت عطا فرمائی اور اس منصب پر سرفراز فرمایا اس کے بعد عنایتِ خداوندی نے اس مقام سے مزید بلندی کی طرف متوجہ فرمایا چنانچہ ایک مرتبہ اصل ظلِ آمیز تک رسائی حاصل ہوئی اور اس مقام میں بھی گزشتہ مقامات کی طرح فنا اور بقا نصیب ہوئی اور پھر وہاں سے اصل کے مقام تک ترقی عطا فرمائی گئی اور مقامِ اصل الاصل تک پہنچایا گیا۔ اس آخری عروج میں جو کہ

مقاماتِ اصل کا عروج ہے حضرت غوثِ اعظم قدس سرہ کی روحانیت کی امداد حاصل رہی اور ان کی قوتِ نصرت نے اُن تمام مقامات سے گزر کر اصل الاصل کے مقام تک واصل کر دیا۔

خانوادہ حضرت سید ابوالفرع سید محمد فاضل الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے چشم و چراغ صاحب الفضیلہ علامہ محترم حضرت سید بدر مئی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ زب سجادہ دربارِ فاضلیہ قادریہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم فروغِ ابو محمد مئی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدار فیوض، علم و حکمت کے دروازے والے، ضیاء الامر، آرزو مندوں کے اشتیاق اور اُمیدواروں پر عنایت و کرم فرمانے والے، دین کو کسوتِ (لباس، پوشاک) احیاء پہنانے والے اور جس کسی نے اُن سے روشنی طلب کی اُن کے لئے نورِ عالم تاب ثابت ہونے والے، تبلیغِ اسلام کے اُفق پر ستارے روشن کرنے والے وہ ستارے جو لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوئے اور سلسلہ طریقت کے اُفق کے لئے آفتاب و ماہتاب بنتے ہیں۔

ویوں اور قطبوں کا یہ سورج ہر وقت چمکتا رہتا ہے اور اس سورج کی کبھی گہن نہیں لگتا جیسا کہ آنجناب نے فرمایا:

اَفَلَتِ تُسْـَٔسِـِـسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ اٰخِرِیْنَ

اَبَدًا عَلٰی اَفْقِ الْعَالَمِ لَا تَغْرُبُ

ترجمہ

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے اُفق پر جلوہ تاب رہے گا۔
ماصل یہ ہے کہ جب تک زمانہ موجود ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قطب الاقطاب ہیں۔

انتباہ

ایک گروہ اب یہ کہہ رہا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف اپنے زمانہ میں غوث تھے اور بس اُن کی تردید میں متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ اُن میں ایک تصنیف فقیر اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے ”تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر“

امام حسن عسکری کی بشارت

خانوادہ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں خاندان کا مقدس خرقہ اپنے وارث کے حوالے کیا اور ارشاد فرمایا کہ ”پانچویں صدی کے آخر میں عراق کی سرزمین سے ایک عارف

باللہ کا ظہور ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا یہ امانت بحفاظت تمام اُس کو پہنچا دی جائے چنانچہ وہ مقدس امانت نسل در نسل منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ ماہ شوال ۴۹۹ھ میں ایک امین وقت کے ذریعے غوثیت تک پہنچ گئی۔

(محرر قادر یہ)

کرامات

اولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں بھی اتنی عظیم و کثیر کرامات نہیں آئیں جو سیدنا حضور غوث اعظم ؒ کو ملی ہیں۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر ؒ فرماتے ہیں کہ ”جب کوئی شخص آپ ؒ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا تھا۔“ حضرت نور بخش تو کلی علیہ الرحمۃ نے ”تذکرہ غوث اعظم ؒ“ میں آپ کی کرامات کے جو عنوانات قائم کئے ہیں یہاں صرف انہی کو درج کیا جاتا ہے تاکہ کچھ اندازہ ہو سکے۔

- (۱)۔۔۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ (۲)۔۔۔ بیماریوں کا دور کرنا۔ (۳)۔۔۔ بے موسم سیب کا غیب سے آنا۔
- (۴)۔۔۔ عصا کا نور ہو جانا۔ (۵)۔۔۔ بارش کا قہم جانا اور آبِ دجلہ کا ہٹ جانا۔ (۶)۔۔۔ اناج میں برکت۔ (۷)۔۔۔ دعا کا قبول ہونا۔ (۸)۔۔۔ مغیبات پر مطلع ہونا۔ (۹)۔۔۔ قضائے حاجات۔
- (۱۰)۔۔۔ دور دراز فاصلے سے مدد کرنا۔

وصال شریف

شیخ ابوالقاسم کی روایت کے مطابق حضور غوثِ پاک ؒ رمضان ۵۶۰ھ میں صاحبِ فراش ہوئے، ایک باوقار شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہا: ”اے اللہ کے ولی ؒ السلام علیک میں ماہِ رمضان ہوں، آپ ؒ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں جو مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ ؒ سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ ؒ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔“

چنانچہ آپ ؒ نے آئندہ رمضان نہ پایا اور اربعہ الآخر ۵۶۰ھ میں وصال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

ملفوظاتِ حضرت غوثِ الاعظم ؒ

- ☆ --- ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح کرنے والے ہیں کہ ہم کو خراج دیتے ہیں اور اپنے اعمالی صالحہ ہمارے اعمال نامے میں منتقل کرا دیتے ہیں۔
- ☆ --- وہ کیا ہی بد نصیب انسان ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کرنے کی عادت نہیں۔
- ☆ --- تمہارے سب سے برے دشمن تمہارے ہمنشین ہیں۔
- ☆ --- شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔
- ☆ --- جو خدا سے واقف ہو جاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہو جاتا ہے۔
- ☆ --- وعظ اللہ کے لئے کرو نہ تیرا گونگا پن بہتر ہے۔
- ☆ --- گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
- ☆ --- جب تک کہ سطح زمین پر ایک شخص بھی ایسا رہے کہ جس کا تیرے دل میں خوف ہو یا اس سے کسی قسم کی توقع ہو اس وقت تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوا۔
- ☆ --- جب تک تیرا ترانا اور غصہ کرنا باقی ہے اس وقت تک اپنے آپ کو اہل علم میں شمار نہ کرو۔
- ☆ --- تنہائی محفوظ ہے اور ہر گناہ کی تکمیل دور سے ہوتی ہے۔
- ☆ --- کوشش کرو کہ گفتگو کی ابتداء تیری طرف سے نہ ہو کرے اور تیرا کلام جواب ہو کرے۔
- ☆ --- دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔
- ☆ --- مومن کے لئے دنیا ریاضت کا گھر ہے اور آخرت راحت کا۔
- ☆ --- مستحق سائل خدا کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔
- ☆ --- تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں مصروف۔
- ☆ --- جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔
- ☆ --- تجھ جیسے ہزاروں کو دنیا نے مونا تازہ کیا اور پھر نگل گئی۔
- ☆ --- تیری جوانی تجھ کو دھوکا نہ دے، یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

☆ --- افلاس پر رضا مندی بے حد ثواب ہے۔

☆ --- رحمت کو لے کر کیا کرو گے رحیم کو حاصل کرو۔

☆ --- جس کا انجام موت ہے اُس کے لئے کوئی خوشی ہے۔

☆ --- موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

☆ --- مومن کو سونا اُس وقت تک زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سر ہانے نہ رکھ لے۔

☆ --- اللہ کی اطاعت قلب سے ہوتی ہے قالب سے نہیں۔

☆ --- جو کوئی گناہ کرنے کے وقت اپنے دروازے بند کر لیتا ہے اور مخلوق سے چھپ جاتا ہے اور خلوت میں

خالق کی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے ”اے ابن آدم! تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ کو ہی کمتر سمجھا کہ سب سے تو پردہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور مجھ سے مخلوق کے برابر بھی شرم نہیں کرتا۔“

☆ --- اے عمل کرنے والے! اخلاص پیدا کرو ورنہ فضول مشقت ہے۔

☆ --- طاعت خداوندی کو لازم کرنے کسی سے خوف کر نہ سگ رہے، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کر اسی سے

مانگ اور اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھ۔

☆ --- لوگوں کے سامنے معزز نہ بنا کرو، ورنہ افلاس کے ظاہر کرنے کے سبب سے لوگوں کی نظروں میں گر

جائے گا۔

☆ --- امیروں کے ساتھ تو عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی (غربی اور عاجزی) کے ساتھ۔

☆ --- مخلوق کی محبت اُس کی خیر خواہی ہے۔

☆ --- موت سے پہلے یاد خدا میں عزت ہے، لوگوں کے کانٹے کے وقت مل چلانا اور بیچ بونا بے سود ہے۔

☆ --- ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسامت کر، بلکہ روتے والوں کے ساتھ رویا کر۔

☆ --- کسی کی دشمنی یا کینہ کے خیال میں ایک رات بھی نہ گزار۔

دنیا میں کونسا انسان ہے جسے دنیا میں رہ کر پریشانی پیش نہ آتی ہو۔ ہر فرد کسی نہ کسی مشکل میں گرفتار ہے اللہ والے

تو تسلیم و رضا کے پیکر ہوتے ہیں۔ اسی لئے وہ صبر سے کام لیتے ہیں۔ عوام اسباب کو تلاش کرتے ہیں، عوام کی مشکلات کا

حل ”گیارہ قدم“ کا عمل ہے۔ یہ منجملہ ان اسباب سے ہے جن سے انسان کے مشکل سے مشکل امور آسان ہو جاتے ہیں۔ اس رسالہ میں فقیر اویسی **مقررہ** نے نہ صرف گیارہ قدم کا عمل اور اس کا طریقہ عرض کیا ہے بلکہ گیارہ قدم اور اس کے طریقہ کے منکرین کے اعتراضات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں عرض کئے ہیں۔ اہل اسلام کے لئے یہ بہترین تحفہ ہے۔

مگر قبول التذلل عِز و شرف

منکرین کے حربے

وظیفہ ”**یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیاً للہ**“ صوفیہ کرام میں عرصہ دراز سے مروج ہے اور الحمد للہ اس وظیفہ کی برکت سے بہت بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں اسے مخالفین شرک و کفر سمجھتے ہیں اور ہر ممکن میں اسے غلط قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہتان تراشنے اور عبارات میں تحریف (تحریر میں بدلاؤ کرنا) سے نہیں چوکتے۔ مثلاً (۱)۔ **ابو الحسن ندوی** نے عوام کو بدظن کرنے پر لکھ مارا کہ یہ وظیفہ کرنے والے قبلہ رخ تبدیل کر کے بغداد کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کا صاف ستھرا بہتان ہے کیونکہ **صلوۃ الاسرار** پڑھنے والے جانتے ہیں کہ دو گانہ پڑھتے وقت ہم قبلہ رخ نماز پڑھتے ہیں لیکن وظیفہ پڑھتے وقت بغداد کی طرف منہ کرتے ہیں لیکن بہتان تراش کو کیا کہا جائے ہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا دیتے ہیں۔ ”**الما یفتی الکذب الذین لا یؤمنون**۔“

(۲)۔ تقویۃ الایمان کا ایک پُرانا نسخہ میرے پاس موجود ہے جو کہ فخر المطالع لکھنؤ کا چھپا ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۳۸ پر عبارت یوں ہے، یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں **یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ** ”یعنی اے شیخ عبدالقادر دو تم اللہ کے واسطے“ یہ لفظ نہ کہنا چاہیے ہاں اگر یوں کہے کہ ”یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے“ تو پھر بجا ہے۔

اب دیکھیں ہاتھ کی صفائی والوں کا کمال۔ انہوں نے اسی کتاب تقویۃ الایمان کو ولی محمد اینڈ سنز تاجران کتب ملز اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی نے شائع کی اس کے صفحہ ۷۵ پر مذکورہ بالا عبارت کو ان لفظوں میں توڑا مروڑا ہے اور تحریف کی ”لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے کہ **یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ**، یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مدد پوری کرو۔ شرک ہے اور کھلا ہوا شرک ہے۔“

(۳)۔ ایک دیگر بہادر نے امام سیوطی **رحمۃ اللہ** کی کتاب کے حوالہ کو ترجمہ میں تبدیل کی کوشش کی یعنی حضرت علامہ جلال

الدین سیوطی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ”الرحمة فی الطب و الحکمة“ طبع ثانی مطبوعہ مصر کے صفحہ نمبر ۲۷۹ کی سطر نمبر ایک سے شروع کردہ ایک طریقہ برائے حاجت برآوری میں یوں درج ہے کہ حاجت مند رو قبلہ ہو کر سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی اور الم نشرح پڑھنے کے بعد اس کا ثواب جناب غوث پاک ﷺ کی روح پر فتوح کو ہدیہ پیش کرے اور گیارہ قدم مشرق کی طرف چلے (کیونکہ بغداد شریف مصر سے بجانب مشرق ہے) پھر فرمایا کہ ”یسادی یا سیدی عبدالقادر عشر مرات ثم تطلب حاجتک۔“ پھر ندا کرے ”یا سیدی عبدالقادر“ (۱۱ مرتبہ) پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

اُس بہادر مترجم نے مندرجہ بالا کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مذکور کا یوں ترجمہ کیا ”جو شخص اپنی مراد پوری کرنی چاہے رو قبلہ ہو کر آیت الکرسی اور الم نشرح پڑھ کر اس کا ثواب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ کی روح پر فتوح کو بخشے اور مشرق کی طرف گیارہ قدم چل کر سیدی عبدالقادر ﷺ پکارے پھر دعا مانگے۔

نام کتاب: مکمل مجربات سیوطی، مطبع ملک غلام محمد اینڈ سنز، کشمیری بازار لاہور۔ مترجم کا نام نہیں لکھا۔

نوٹ

یہ چند نمونے اُن کے حیلوں کے عرض کر دیئے ہیں۔ دراصل وہابیت سوائے اپنے باقی تمام اہل اسلام کو مشرک کہتی ہے اور اُن کے نزدیک اسلام صرف وہی ہے جو اُن کے ہاں مروج ہے۔ اہل اسلام کو یقین ہو گیا ہے کہ وہابیت خارجیت کا دوسرا نام ہے اسی لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں اس لئے خوارج نے حضرت علی المرتضیٰ ﷺ اور اُن کے تمام ماننے والوں کو مشرک کا فتویٰ لگایا تھا۔ اب اگر صوفیہ کرام اور جملہ اہلسنت عوام کو مشرک کہتے ہیں تو کوئی بڑی بات ہے۔ اس کے باوجود فقیر اس وظیفہ کو شرعی نقطہ نگاہ سے ثابت کرتا ہے اور مخالفین کے جملہ اعتراضات کے جوابات بھی پیش کریگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء رسول اللہ ﷺ

گیارہ قدم اور قضائے حاجت

(۱)۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب ”الرحمة فی الطب و الحکمة“ صفحہ ۲۳۲ میں لکھتے ہیں کہ:

”فمن اراد ذلک فلیسقبل القبلة ویقرأ الفاتحہ و آیت الکرسی و الم نشرح و یهدی ثوابها

لسیدی عبدالقادر ویخطو ویسیر الی جہت المشرق احدی عشر خطوة ینادی یا سیدی عبدالقادر بجیلانی عشر مرات ثم اطلب حاجتک۔“

جو بھی کوئی حاجت چاہے تو وہ قبلہ رخ ہو کر سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھے اور اس کا ثواب حضور غوث اعظم ؑ کی روح پاک کو ہدیہ کر کے اور مشرق کو گیارہ قدم چلے اور اُس میں پکارے اے سیدی عبدالقادر ؑ جیلانی دس بار۔ اس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے۔

فوائد

(۱)۔۔ یہ کتاب الطب امام سیوطی رحمہ اللہ کی تصانیف سے یقیناً ہے بارہا اُن کے نام سے منسوب ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اُن کی تصانیف میں اُس کا ذکر ہے کسی کو اُس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

نوٹ

- مصر سے بغداد بجانب مشرق ہے اور ہند پاک بجانب مغرب شمال یعنی قبلہ سے تھوڑا شمال کی جانب۔
- (۲)۔۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کو بریلوی اہلسنت کثر ہم اللہ اپنا مقتدا مانتے ہیں اور دیوبندی وہابی نہ مانیں تو اُن کی بد قسمتی ہے۔ ورنہ وہ اُن کے بھی امام نہ سہی اُستاد ضرور ہیں۔
- (۳)۔۔ کچھ نہ مانیں اُن کے نہ ماننے سے اُن کی شخصیت میں کمی نہیں آتی جب انور کشمیری لکھ چکا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں بیداری میں حضور سرور عالم ﷺ کی ۳۳ مرتبہ زیارت ہوئی۔ (فیض الباری)
- (۴)۔۔ بتائیے جسے حضور سرور عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو وہ اللہ کے نزدیک کتنا بلند مرتبہ شخصیت ہوگی اور اُن کا عقیدہ اور عمل کبھی غلط نہیں ہو سکتا، بلکہ خود حضور ﷺ نے انہیں شیخ السنۃ (الحمد یث) کا لقب عطا فرمایا۔ (انوار الباری شرح بخاری، بجنور کا احمد رضا دیوبندی)
- (۵)۔۔ کتنا ہی کوئی اس حوالہ کی تاویل (بچاؤ کی دلیل) کرے شرک پھر بھی ثابت نہ ہوگا تو لازماً مباح ثابت ہوگا۔ (وہو المراد)
- (۶)۔۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کا مشرق بولنا حق ہے اس لئے کہ مصر سے عراق مشرق کو ہے اور ہندو پاکستان سے قبلہ رخ تھوڑا سا شمال کو مڑ کر گیارہ قدم قدم چلیں گے۔

(۲)۔ فوائد لازکار میں لکھا ہے کہ بعد اوائے دوگانہ گیارہ قدم طرف عراق کے جائے اور ہر قدم پر **شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی اغثنی** پڑھے بعد دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے اور تصور حاضری روضہ آنحضرت ﷺ کرے اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور اسی قدر فاتحہ اور اسی قدر سورۃ اخلاص اور اسی قدر یہ دعا پڑھے **یا شیخ الثقلین یا قطب ربانی یا غوث صمدانی حضرت میر سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی اغثنی و امدونی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات پھر اگلے قدموں پیچھے ہٹ کر مصلے پر آئے اور بیٹھ کر پڑھے **یا ہایا ہو یاہی** پھر ایک دفعہ **سورۃ فاتحہ** پڑھ کر بروح پاک غوثیہ اور والدہ شریفہ آنحضرت ﷺ کے بخشے اور حاجت خدا سے چاہے۔**

(۳)۔ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے لیکر تاحال تجربہ شاہد ہے کہ قضاے حاجت کے لئے صلوٰۃ غوثیہ تیز بہدف (جلدی اثر کرنے والی) ہے۔ تجربہ کیجئے بشرطیکہ عقیدہ مستحکم ہو اور شرک کا ہیضہ بھی نہ ہو۔



نوٹ

یہ نماز بعد نماز مغرب پڑھی جاتی ہے۔

طریقہ صلوٰۃ غوثیہ

اول دوگانہ بدستور مروجہ ادا کرے سجدہ میں جائے اور پڑھے **اللهم انت الکل والیک الکل وکل الکل** بعد گیارہ قدم بغداد کی جانب چلے اور ایک ایک قدم ایک اسم مجملہ یا وہ اسمائے آنحضرت ﷺ پڑھے، بعدہ قدم راست چپ پر رکھ کر یہ تصور کرے کہ گویا رو بروئے (سامنے) **غوث اعظم** حاضر ہے اور عرض کرے **یا شیخ الثقلین اغثنی و امددنی فی قضاء حاجتی** **ہذہ** بعد سورۃ فاتحہ و اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے اور پس پا ہو کر مصلے پر آئے اور ہر قدم پر ایک ایک نام آنحضرت کا زبان پر لائے اور مصلے پر آ کر تصور حضوری روضہ منور غوث ﷺ کا کرے اور فاتحہ پڑھے اور کہے **السلام علیک یا شیخ الثقلین اغثنی و امددنی** بعدہ بیٹھ کر پڑھتا رہے **انشاء اللہ مطلب حاصل ہوگا۔**

تجربہ اویسی غفرلہ

فقیر نے اسے اپنی زندگی میں بہت آزمایا ہے یہاں تک قتل کے ناجائز مقدمات والوں نے اسے مسلسل پڑھا تو

الحمد لله باعزت بری ہوئے۔

(۴)۔ کتاب ”انہار المفاجر“ میں ہے کہ **یاشیخ عبدالقادر شیاً لله دعوات عظیمہ و اسرار فحیمہ اور** قضائے حاجات میں **مشائخ قادریہ** کے معمولات و مجربات سے ہے اور رسالہ غوثیہ میں منقول از رسالہ ”حقیقہ الحقائق“ ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رفع حاجت و قربت اور مشکل کشائی کے لئے میرا اسم خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کی مانند ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** میں فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب قادریہ واسطے حصول مقصد کے ختم کرتے ہیں اور گیارہ مرتبہ **یاشیخ عبدالقادر شیاً لله** پڑھتے ہیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں۔

نوٹ ﴿

سلسلہ قادریہ کی قید اتفاقی ہے ہر سلسلہ والا پڑھ سکتا ہے۔

تجربہ اویسی **غفرلہ** ﴿

فقیر نے نماز غوثیہ کو بار بار آزمایا ہے دوسروں کو بتایا ہے تو وہ بھی کامیاب ہوئے۔ بعض تو ان میں ایسے بھی ہیں کہ سنگین مقدمات مثلاً قتل وغیرہ میں نماز کو مسلسل پڑھتے رہے یا ان کے عزیز و اقارب نے پڑھا تو باعزت مقدمات سے بری ہوئے۔ **الحمد لله علی ذلک**

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صلوة الاسرار یعنی نماز غوثیہ ﴿

خود حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

”من صلی رکعتین بعد المغرب یقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشر تم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخطو الی جهة العراق عشرة یخطوه و یدکر حاجته فانها

تقضى بفضل اللہ و کرمہ۔“ (بجۃ الاسرار)

اور ہر رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورہ قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھے۔ پھر بعد سلام نماز حضرت رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام و درود شریف پڑھے پھر گیارہ قدم بغداد معلیٰ کی طرف چلے اور میرا نام لے اور جو اپنی حاجت رکھتا ہو

اس کو ذکر کرے بیشک خدا کے فضل و کرم سے اس کی حاجت اور مراد پوری ہوگی۔ اسی بجۃ الاسرار وغیرہ میں مرقوم ہے

جیسا اس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے یہ نماز ہرگز ہرگز قرآن و حدیث کے خلاف نہیں اور نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے ثبوتِ دعویٰ میں پیش کر سکا۔ ہر جگہ زبانی دعویٰ سے کام لیا۔ ترمذی وابن ماجہ و حاکم سیدنا سلمان فارسی ؓ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ ”حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف یعنی اس میں کچھ مواخذہ (جواب طلب کرنا) نہیں اور اس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں موجود ہے فرماتا ہے۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْأَلُو عَنْ أَشْيَاءٍ أَنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَشَوْكُمْ وَأَنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تَبَدَّلَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ“
ترجمہ

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حکم والا ہے۔
(پارہ ۷، آیت ۱۰۰، سورہ مائدہ)

گیارہ قدم اور نمازِ غوثیہ

یہ اولیائے کرام کے طرقِ مستحکم سے ایک حسین طریقہ ہے اور محبوبوں کا ہر طریقہ محبوب ہوتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ”اجتہادِ رادیں و اختراعِ اعمالِ تصریفیہ کشادہ است مانند استخرا جِ اطباءِ نسخہائے قرا با دینِ را۔ (اجتہادِ اعمالِ تصریفیہ کے اختراع (نئی چیز نکالنا) کا دروازہ کھلا ہے جیسے اطباءِ قرا با دین کے نئے ایجاد کرتے ہیں)

اویسی ؓ کی گزارش

اولیاءِ کرام روحانی معالجِ طبیب (ڈاکٹر) ہیں۔ وہ روحانی علاج کے لئے جتنے طریقے (اعمال، اوراد و وظائف) ایجاد کریں ان پر اعتراض کیوں (ایسے ہے جیسے کہ جسمانی امراض کے لئے ایکسرے وغیرہ وغیرہ ایجاد کئے ہیں تو اعتراض کرنے والا پاگل سمجھا جائیگا ایسے اولیاء و مشائخ کے منکر و معترض کو پاگل سمجھئے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ ؒ ”قول الجمیل“ میں اپنے اور اپنے پیرانِ مشائخ کے آدابِ طریقت و اشغالِ ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں کہ ”یہ خاص اشغال (مشاغل) حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہوئے“ اور شاہ عبدالعزیز

صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ ”اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات و ہیات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں۔“ مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا دریافت کرتا ہے الی قولہ تو اُس کو یاد رکھنا چاہیے۔ مولوی خرم علی اُسے نقل کر کے لکھتے ہیں **یعنی ایسے امور کو خلاف شرع یا داخل بدعاتِ سنیہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔**

نوٹ

یہ خرم علی وہابیوں دیوبندیوں کا پیشوا ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری بات نہ مانو اپنے مقتداؤں پیشواؤں کی تو مانو۔

توجہ الی الشیخ کا ثبوت

مطلب برآوری کے لئے کسی بندہ خدا کی طرف رجوع کے بارے میں اسلاف **رحمہم اللہ** کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

جانِ جانان

اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں (جانِ من) ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیہ نبشید بے ناغہ توجہ میدہم از کسے توجہ گیرید۔ انہی مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ نسبت مآب جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ میر سید و فقیر و نیازمے خاص بآب جناب ثابت است در وقت عروض عارضہ روحانی توجہ بآنحضرت واقع میشود و سبب حصول شفا میگردد۔

شاہ ولی اللہ

آپ نے ہمعات میں حدیثِ نفس کا یوں علاج بتایا کہ بارواح طیبہ مشائخ متوجہ حی شود و برائے ایشان فاتحہ خواند یا بزیارتِ قبر ایشان رود و از آنجا انجذاب دریوزہ کنند۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ بوقت توسل (محبوبان خدا کی طرف) توجہ دہکار ہے۔ یہاں تک کہ جب خلیفہ منصور عباسی نے سیدنا امام مالک **رحمہم اللہ** سے پوچھا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزارِ مبارک حضور سید المرسلین **ﷺ** کی طرف تو فرمایا کہ تو کیوں اپنا منہ اُن سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم **علیہ السلام** کے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ اب

انہی کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ **اللہ تعالیٰ** تیری درخواست قبول فرمائے۔ ان احادیث و روایات و کلمات طیبات سے روز روشن کی طرح آشکارا ہو گیا کہ ہنگام تو سل محبوبانِ خدا کی طرف منہ کرنا چاہیے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور دل کو اُن کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این و آں (حجت و دلیل) خاطر سے دور ہو جائے۔ یہ **صلوٰۃ الاسرار** یعنی نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخِ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لئے اعلیٰ وسیلہ اور عظام کی مقبول اور خود **جناب غوثِ پاک** سے مروی و منقول ہے جسے بڑے بڑے علماء اپنی اپنی کتابوں میں نقل و روایت بیان کرتے اور اس کے پڑھنے کی اجازت لیتے دیتے چلے آئے ہیں۔ اس کو خلافِ قرآن و حدیث اور **خلفائے راشدین** و **اجلہ تابعین** اور بدعت اور گناہ کہنا سراسر بے سمجھی اور ہٹ دھرمی ہے کیونکہ **حضراتِ مشائخِ کرام** رحمہ اللہ کے جیسے اور اعمال و اوراد مثلاً نفی و اثبات، حصّہ دم شغل (سانس روکنے کے عادت) برزخ و تصور شیخ اور آداب و اشغال (کام، عادتیں) وغیرہ ہیں۔ ویسے یہ نماز بھی قضائے حاجت کے لئے ایک عمل اور مشروع (جائز کیا گیا) وسیلہ ہے جو بعد از نماز حصول مقصد و فیض کے لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف اپنا منہ و توجہ کرنا جائز ہے تاکہ اس کے سچے اخلاص و اعتقاد (عقیدہ، یقین، ایمان) کی وجہ سے اس پر محبوب پیارے کی طرف سے انوار و برکات کا نزول ہو جیسے نمازِ مفروضہ امام اپنا منہ مقتدیوں کی طرف اس لئے پھیر لیتا ہے کہ اُن دونوں کی نورانیت ایک دوسرے پر وارد ہو کر ہر ایک کی کمی پمشی کو پورا کرے جو ہرگز شرک و منع نہیں **ورنہ سمیت کعبہ بھی شرک و حرام ہو جائیگی** اور نیز مقبولانِ خدا کی صورتِ مبارک کے خیال اور نامِ پاک کے ذکر اور اُن کی طرف التفات (توجہ، دھیان) اور ندا (پکارنا) و توسل کرنے سے حل مشکل و فیضان حاصل ہوتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام جنگِ یرموک وغیرہ میں اس طرح کرنے سے فتح یاب و فیض مآب ہوئے اور اس طرح کی استعانت (مدد مانگنا) حقیقت میں استعانت بخدا ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک محلِ اعانت باری تعالیٰ ہیں ورنہ نماز و صبر وغیرہ سے بھی استعانت حرام و منع ٹھہرے گی کیونکہ وہ بھی کوئی معبود و خدا نہیں ہیں۔

بغداد شریف کی طرف چند قدم چلنے کی وجوہ

(۱)۔ حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم (فضیلت، ترجیح دینا) مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **”واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ“** پھر کامل اکسیریہ کہ کسی محبوبِ خدا کے قریب جائے اگرچہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے جیسے فرمانِ باری ہے **”ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جازک فاستغفر واللہ واستغفر لہم الرسول لوجد اللہ توابا رحیماً“**

ترجمہ

”اور ہم نے رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان چاہیں۔“

(پارہ نمبر ۵، سورہ النساء، آیت نمبر ۶۳)

گویا گدائے سرکار قادر یہ اُس آستان فیض نشان سے دور و مجبور (جدایا چھوڑا گیا) ہے گو بعد نماز مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے حدیث حسن میں ارشاد فرمایا ہے ”**من تشبه يقوم فهو منهم**“ یعنی ”جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہی سے ہے۔“

(۲)۔ توجہ ظاہر و باطن کا عنوان مل جائے۔ اسی لئے یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالتِ قالبِ قلب پر شاہد ہو۔ جیسے حضور ﷺ نے نمازِ استسقاء میں قلبِ رواء فرمایا کہ **قلب لباس قلب احوال و کشف بائیں کی خبر دے** اور نیز چادر کو اس لئے اُلٹایا تاکہ حال بدل جائے اور امر مخفی خضوع و خشوع کا اظہار ہو تو یہ چند قدم بہ سُوئے بغداد چلنا اس لئے ہے کہ اس میں امر مخفی خشوع کا اظہار تو قوی ہے پھر یہ ناجائز کیونکر ہوگا۔

(۳)۔ صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ ثابت ہے کہ یہ سید عالم ﷺ عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنتِ خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوارِ قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور ﷺ بڑھے تو اس کے خوشہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز **صلوٰۃ الکسوف** تھی۔ اس طرح جب اربابِ باطن و اصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ تو سل **عراق شریف** کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انوار و برکات اور فیوض و خیرات اس جانبِ مبارک سے باہر اراں جوش و ہجومِ پیہم (پے در پے) آتے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ بے تابانہ ان خوشہائے انگور جناتِ نور و باغاتِ سرور کی طرف قدم شوق بڑھاتا اور اُن عزیز مہمانوں کے لئے رسمِ باجمال تلقی و استقبال بجالاتا ہے۔ **سبحان اللہ** کیا جائے پھر اس میں کیوں انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات و خیرات کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(۴)۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ انتقال قریب آیا تب بن میں تشریف رکھتے تھے اور **ارض من موسہ** پر جبارین (زبردست، جابر) کا قبضہ تھا۔ وہاں تشریف لیجانا میسر نہ ہوا تو دعا فرمائی کہ **اس پاک زمیں سے مجھے ایک پھر کی**

مقدار قریب کر دے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ ”شرح مشکوٰۃ“ میں دعائے موسیٰ علیہ السلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں۔
 - تردیک گرداں مرا ازاں اگر چہ مقدار یک سنگ اندازہ باشد. ظاہر ہے کہ برائے قضائے حاجت سردست عراق شریف کی حاضری مشکل، لہذا چند قدم اس ارض مقدسہ کی طرف چلنا ایسے ہے کہ بغداد نہ سہی اس کی گرد راہ سہی۔

(۵)۔۔ بعد صلوة الاسرار و طلب حاجات جانب بغداد شریف چلنا گویا اسے اس طرف لبیک لبیک کی آواز سنائی دیتی ہے اس لئے کہ اس طرف کان لگاتا ہوا چلتا ہے۔
 (۶)۔۔ ششم یہ کہ نماز غوثیہ کی برکت سے جو انوار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس کو دکھائی دیتے ہیں تو یہ اُن کو لینے کے لئے دامن پھیلائے ہوئے اس طرف کو جاتا ہے۔

نور غالب ایمن از نقص و غسق
 در میان اصبعین نور حق
 حق غشاند آن نور را بر جانها
 مقبلان بوداشتہ داناتها

(۷)۔۔ بفضل خدا دنیا میں غوث بہت ہوئے ہیں تو یہ بغداد کی طرف چل کر اس بات کو بتاتا ہے کہ میں اُس غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوں جو گیارہ نام سے گیارہویں شریف والے مرشد کامل رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں رہتے ہیں۔
 جب دنیا میں بڑے بڑے اقطاب و اغواث بغداد کو تشریف لیجاتے تھے تو بغداد شریف کی طرف چلنے کو کون امر مانع ہے۔
 (۸)۔۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف چلتے تھے اور کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فعل کا انکار نہیں کیا تو کیا وجہ ہے کہ نماز غوثیہ کے بعد بغداد کی طرف چلنا ناجائز ہو۔

(۹)۔۔ جب نماز غوثیہ حضرات مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لئے اعلیٰ وصول اور علمائے عظام کی مقبول اور خود جناب پاک سے مروی و منقول ہے تو پھر کسی کو اس میں دم مارنے اور چون و چرا کرنے اور کفر شرک کہنے کی مجال نہیں۔

(۱۰)۔۔ نماز غوثیہ بھی قضائے حاجت کے لئے مثل اعمال مشائخ ایک عمل اور مشروع وسیلہ ہے اس میں بدعت و حرمت وغیرہ کچھ نہیں۔

(۱۱)۔ صفائی دل کے لئے غوث پاک ﷺ کی نورانیت حاصل کرنے کو بغداد شریف کی منہ کیا جاتا ہے جو کہ اسی غرض کے لئے ہے۔ نماز مفروضہ کے بعد امام کو اپنا منہ مقتدیوں کی طرف پھیرنا سنت ہے۔

(۱۲)۔ بوقت مصیبت مقبولانِ خدا کی طرف منہ وندا و توجہ کرنا اُن کو وسیلہ پکڑنا ممنوع و ناجائز نہیں کیونکہ صحابہ کرام نے جنگِ مرج القباہل و جنگِ یرموک وغیرہ میں توجہ مدینہ منورہ و رسول اکرم ﷺ کی ہے۔

(۱۳)۔ توجہ ہذا اصل میں توجہ بخدا ہے کیونکہ وہ اُن کو ایک **مظہر عون الہی** سمجھتا ہے جس سے توجہ بالغیر منع و حرام نہ ہوئی ورنہ توجہ بقبلہ و رسول اکرم ﷺ بھی حرام و شرک اور کفر ہوگی۔

11 عدد کی خصوصیت

تخصیص (خصوصیت) گیارہ قدم کی اس لئے ہے کہ یہ وتر ہے اور وتر خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے کیونکہ وہ بھی وتر ہے چونکہ افضل الاداتار ایک ہے اور یا فضل الاداتار کا پہلا ارتقاع (بلندی) ہے جو خود بھی وتر مشابہت زوج بھی بعید کہ سوا ایک کے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی روج حاصل ہوا زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اس کے دونوں حص مساویہ خود افراد ہیں۔ کتاب ”حجتہ اللہ البالغہ“ میں ہے کہ ”امام الاعداد یعنی کنتی کے اعداد کا امام اور پیشوا ایک کا عدد ہے۔ جب حکمتِ الہی نے اکثر عدد کیساتھ امر کرنا چاہا تو ایسے عدد کو اختیار و پسند کیا کہ جس سے آگے بڑھنا حاصل ہو جیسے ایک کہ گیارہ تک بڑھتا ہے اور یہ تمام وہائیوں سے اول دہائی ہے جو ایک کے زیادہ ہونے سے بڑھا ہے جس سے گیارہ ہو گئے۔ اسی تقابل سے غوثِ اعظم ﷺ کی طرف قدم اور اسماء گیارہ کا انتخاب ہوا۔“

جوازِ ندائے یا شیخ عبدالقادر

قدیم سے علمائے اہلسنت فرماتے چلے آئے اور اس پر ان کا عمل بھی رہا کہ وظیفہ ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا اللہ“ حسب فرمودہ جناب غوثِ عالیہ موجب کشفِ کربات و قضائے حاجات ہے یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ یہ وہابیوں دیوبندیوں سے دریافت کیا جائے کیونکہ انہوں نے **شیاء اللہ** کے لفظ میں بحث کی ہے وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں شرک کہہ دیا ہے۔ یہ اُن کا غلط انداز ہے اُن کا خیال ہے لفظ **لام** برائے حاجت ہے اور خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں وہ غنی مطلق ہے تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا کہتے ہیں کہ خدا کے واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال ان معترضین (اعتراض کرنے والے) کے اعتقاد کیا جائے تو عاصی و خاصی یہ زبان پر نہ لائے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے **ما نحنین** خود ہر موقعہ محل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کربات بطریق مخصوص فرماتے ہیں اور حضرت غوث پاک **قدس سرہ** نے خود ارشاد فرمایا ہے ”اگر کسی کو کوئی خدشہ ہو تو معلوم ہوا کہ ان سب مشائخ خصوصاً **شیخ** **قدس سرہ** کا معاند (دشمن، مخالف) و مخالف ہے“ اور علمائے محققین اور فقہاء و مفتیان **رحمہم اللہ** نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اور اولیاء اللہ عادات و رسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلی علیم و قدیر ہو جاتے ہیں اور در اصطلاح صوفیہ کرام اس کامل کو **عبد القادر** کہتے ہیں۔ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے غوثیہ عالیہ میں **باسم عبد القادر** جو وظائف و اوراد میں بروقت حل مشکلات پڑھتے ہیں **یا شیخ عبد القادر جیلانی** شیاً **اللہ** ہی ہے کہ عند الحاجت حضرت **رحمہم اللہ** کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ اُن کو اس اقتدایہ پر اس وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق ہے اور شیخ **عبد الکریم جیلی رحمہم اللہ** باب ۳ کتاب انسان میں فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے پر کسی اسم سے جلوہ فرماتا ہے تو اُس میں وہ بندہ فانی ہو جاتا ہے پس اگر کوئی شخص اس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقاء و اصل ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ کے پکارنے والے کو جواب دیتا ہے پس اگر کوئی یا رسول اللہ **ﷺ** کہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے جواب میں لبیک فرمائے گا۔“

فقیر اویسی **غلطی** نے اپنی کتاب ”جامع الکمال“ میں لکھا ہے کہ ”اولیاء رجال الفتح و رجال التحت و السفل شمار ہوتے ہیں“ چنانچہ حضرت قدوة المحققین شیخ اکبر **قدس سرہ** نے ”فتوحات مکیہ“ صفحہ ۱۸، جلد ۲ میں فرمایا ہے کہ ”مجملہ اُن کے ایک رجل ہوتا ہے اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے اُس کی استطاعت اللہ تعالیٰ کے سوا مکل شے پر ہے اُن میں شجاع مقدم۔ کثیر الدعویٰ بحقی۔ یقول حقاً و یحکم عدلاً کان صاحب هذا القادر شیخنا عبد القادر جیلانی ببغداد۔“ یعنی ”بہادر، پیش قدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوے کر نیوالا بیچ کہتا ہے اور انصاف و عدل سے حکم کرتا ہے اس مقام کے مالک ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی **قدس سرہ** بغداد شریف میں تھے۔“ اُن کا دبدبہ و غلبہ خلق پر حق کے ساتھ تھا۔ وہ بڑی شان والے ہیں اور اُن کے واقعات مشہور ہیں۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب اس سے سن کر جس کی ولایت کاملہ کی گواہی زمانہ دیتا ہے۔ پورے وثوق سے وہی کہتا ہے جو اُن (حضور غوث اعظم **رحمہم اللہ**) کے لائق ہے اور حضور غوث اعظم **رحمہم اللہ** کی مدد تو اتنا ظاہر باہر ہے کہ آفتاب سے روشن تر۔ اس موضوع پر متعدد کتب و رسائل موجود ہیں۔ اس ضمن میں فقیر عرض کرتا ہے:

مشکلات بے عدد داریم ما
 شیاً للہ شیاً للہ غوث الاعظم پیر ما
 در دمار الزین غم کن جدا
 دستگیرانی دست تو دست خدا
 گر چه میدانم بصفوت حال ما
 بنده پرور گوش کن اقوال ما
 مشکلات هر ضعیفی از تو حل
 بنده باشد در ضعیفی خود مثل
 شهره مادر ضعف و اشکسته پری
 شهره تو در لطف و مسکین پروری
 ایکنے تو در اطاق قدرت منتهی
 منتهی ما در کسی و گمزمی
 یا حضرت غوث پاک وقت مدد است
 شد سیه ز درد چاک وقت مدد است

وظیفہ کی لفظی و معنوی تحقیق

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً کے الفاظ کا معنی کو خیال کیجئے مثلاً لفظ اول یا شیخ بمعنی بزرگ، اور لفظ دوم عبد بمعنی بندہ، لفظ سوم القادر - یہ ایسی جامع صفت ہے کہ خدا کے ساتھ ہی خاص ہے، چہارم لفظ شیاً بمعنی کوئی چیز، یہ اسم نکرہ ہے۔ اس میں الاشیاء نہیں جو تصرف کلی کا احتمال پیدا ہو، پنجم لفظ للہ بمعنی برائے خدا یعنی خدا کے واسطے، یہ لفظ قرآن میں بار بار آیا ہے جیسا کہ فان خمسہ اور حدیث میں ہے من اعطی اللہ (وغیرہ) پس ان الفاظ کے صاف معنوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اس وظیفہ کے پڑھنے والا حضرت غوث الاعظم ﷺ کو نہ خدا سمجھتا ہے نہ خدا کا شریک و ہمسر بلکہ ایک بزرگ خدا کا بندہ خاص جانتا ہے۔ پھر اس میں کفر و شرک وغیرہ کہاں سے آگیا۔

یعنی دلائل سے ثابت ہے کہ **یا شیخ عبدالقادر جیلانی** شیاً میں نداواستغاثہ ہے لیکن اس کے جواز کے لئے علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ حضرت خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ استاذ مصنف درمختار رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتاویٰ خیریہ“ میں لکھا کہ ”سئل فی دمشق عن الشیخ العمادی فیما اعتاده السادة الصوفیة من حلق الذکر بالجهر فی المساجد من الجماعة ورثوا ذالک من آبائهم و اجدادهم والصادرة من ذوی المعارف الالهیة کما لقادرية والسعدیة ویقولون یا شیخ عبدالقادر یا شیخ احمد الرفاعی شیاً ونحو ذلک ویحصل لهم فی اثناء الذکر وجد عظیم (اجاب) بعد ما ذکر ان حقیقة ما علیہ الصوفیة لا ینکرها الا کل نفس جاهلة غیبة وبعد ما ذکر جواز حلق الذکر والجهریة وانشاد القصائد والاشعار فی المسجد بما صورة واما قولهم یا شیخ عبدالقادر فهو نداء واذ ضیف الیه شیاً الله فهو طلب شیء اکراماً لله فهو جائز ولا یجوز الاغترار بقول من انکره او نقله من الوهبانیة نظراً الی ان معناه اعط الله شیاً وهذا لمعنی لا یجوز قطعاً وعلی هذا نقل صاحب الدر المختار غیر جوازه والحال انه لا یتحتاج ببال احد من المسلمین ان الله فقیر اعطه شیاً نعوذ بالله من ذالک بل معناه الصحيح لتلك الكلمة اعطنی شیاً لوجه الله وهذا جائز وصحیح ونظیره فی القرآن معمول وموجود فان لله خمسة وللرسول.“

دمشق میں شیخ عمادی سے سوال کہ سادات صوفیہ کی عادت ہے کہ وہ مساجد میں حلقہ ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے ہی اپنے آباء واجداد سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ بھی عارفین کا ملین تھے اور سلسلہ قادریہ وسعیدیہ کے حضرات ایسے ہی کرتے ہیں اور ساتھ **یا شیخ عبدالقادر الجیلانی**، **یا شیخ احمد الرفاعی** شیاً الله وغیرہ وغیرہ اور ذکر کر کے اثناء میں بڑا وجد کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا کہ صوفیہ کا انکار کرنا جاہل اور غبی کا کام ہے ذکر بالجہر کا حلقہ اور مساجد میں اشعار و قصائد پڑھنا بھی جائز ہے اور **یا شیخ عبدالقادر** میں نداء ہے اور اس کے بعد شیاً الله کہنا بھی جائز ہے۔ اس کے قول کے منکر سے دھوکا نہ کھانا چاہیے یہ واقعہ رہبانیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے لئے کچھ دو یعنی اُسے دے دو حالانکہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور نہ وہ فقیر ہے (نعوذ بالله) بلکہ اس کی معنی یہ ہے کہ مجھے فی سبیل اللہ کچھ دے اور یہ جائز ہے اور معمول بہ ہے اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے ”فان الله خمسة وللرسول“

اویسی فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے "یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیاً للہ" پر ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے اس میں عجیب و

غریب بحثیں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی حوالہ پراکتفا کرتا ہوں۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسلامی علمی کمال

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں احیائے اسلام کا وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ کسی ولی کامل کو نصیب نہ ہوا اسی لئے

منجانب اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو محی الدین کا لقب نصیب ہوا۔ روئے زمین میں کوئی ایسا خطہ نہ تھا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و

برکات نہ پہونچے ہوں اور تاحال وہی حال ہے جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تھا۔ **بفضلہ تعالیٰ** سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

نیلوت رسول رحمۃ اللہ علیہ پورا پورا حق ادا فرمایا ان کی صلاحیت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر

کثیر تعداد میں لوگوں نے توبہ کی۔ شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"لم تکن مجالس سیدنا الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تخلو ممن یسلم من الیہود والنصارى ولا ممن

یتوب من قطاع الطريق وقاتل النفس وغیره ذالک من الفساد ولا ممن یرجع عن معتقد شئی."

یعنی۔ "آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس شریفہ میں سے کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ

کرتے ہوں یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس، مفسد اور بدعتی لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔"

(ہیچۃ الاسرار، صفحہ ۹۶)

خود حضور سیدنا محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہبازِ لامکانی قدس سرہ انورانی فرماتے ہیں

"قد السم علی یدی اکثر من خمسة آلاف من الیہود والنصارى وتاب علی یدی من العیارین و

المسالحة اکثر من مائة الف خلق کثیر."

"بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ

ڈاکوؤں، قزاقوں، فساق، فجار، مفسد اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔"

(قلائد الجواہر، صفحہ ۱۹)

شیخ عمر الکیمانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں تیرہ شخص اسلام قبول کرنے کے

لئے حاضر ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ ”ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی مردِ کامل کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کریں۔ اسی اثناء میں ہاتھِ غیبی سے آواز آئی کہ بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں پر اسلام قبول کرو۔“

”فانه يوضع في قلوبكم من الايمان عنده‘ ببركتہ مالہم يوضع فيما عند غيره من سائر الناس في هذا الوقت.“

یعنی۔ ”اُس وقت تمہارے قلوب پر ایمان کی دولت عطا کرنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ہے سوائے اُن کے کوئی اور ایسا کام نہیں کر سکے گا۔“

ویسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ و تقریر میں ہزاروں کا مجمع ہوتا اور کوئی ایسی مجلس نہ تھی جس میں چند جنازے نہ اُٹھتے ہوں۔

قاعدۂ اسلامیہ

اسلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر خوش ہوتا ہے تو اُسے مراتبِ علیا سے نوازتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے کن فیکون کی منزل تک رسائی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”فتوح الغیب“ مقالہ ۱۶-۳۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”قال الله تعالى في بعض كتبه يا ابن آدم انا الله الذي لا اله الا انا اقول لشئى كن فيكون اطعنى اجعلك تقول لشئى كن فيكون وقد فعل ذلك بكثير من انبيائه و اوليائه و خواصه من بنى آدم.“

یعنی۔ ”اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں یوں فرمایا ہے کہ اے فرزندِ آدم میں وہ خدا ہوں کہ سوا میرے کوئی معبود نہیں جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں ہو پس وہ اُسی وقت ہو جاتی ہے تو میری تابعداری کر، تو میں تجھے ایسا کر دوں کہ جب تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو تو وہ فوراً ہو جائے اور بیشک اللہ تعالیٰ کے بہت سے انبیاء اور اولیاء اور فرزندِ آدم سے اس کے خاص لوگوں نے کیا ہے۔“

حضرت قطب الوقت امام ابوالموہب محمد عبدالوہاب شمرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ

”اصحاب الاحوال فان الاشياء كلها تتكون على همهم لان الانسان عجل لهم نصيبا من

احوالہم فی الجنة فہم رجالون۔

(یوایتق والجوہر، صفحہ ۷، جلد ۲، بحث ۳۵، مطبوعہ مصر)

اصحاب احوال وہ ہیں جن کے ارادوں پر اشیاء ظاہر ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ جنت میں جنتی کو ارادوں پر اشیاء پیش کی جائیں گی یہی حضرات رجال الغیب ہیں۔

فائدہ ﴿

حضور غوث الاعظم ؒ تو اُن رجال الغیب کے بھی سر تاج ہیں اور رجال الغیب آپ ؑ کے حضور حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔ تفصیل ”بہجۃ الاسرار“ میں ہے۔

غوث اعظم ؑ کے مراتب و کمالات ﴿

آپ ؑ کے کمالات بی شمار ہیں منجملہ اُن کے ”ہدیۃ المحررین مطبوعہ محمدی مئی ۱۲۹۷ھ صفحہ ۴۷“ میں مذکور ہے کہ حضرت جناب غوث اعظم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ”تحقیق لوگوں کے دل میں ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو اُن کو اپنی طرف سے پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اُنہیں اپنی طرف کو پھیر لوں اور حضرت جناب ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شخص کے اندر تصرف عطا فرمایا ہے جو میرے حضور میں حاضر ہیں پس میرے حضور میں خواہ کوئی کھڑا ہو یا بیٹھے اور بے مگر میں اُس کے اندر متصرف ہوں۔“ یہ دونوں حوالے ”خلاصۃ المفاحر“ اور ”بہجۃ الاسرار“ میں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئیں ہیں اور اسی طرح امام نقی الدین سبکی رحمہ اللہ اور ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت جناب ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب شریف میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ ”مشکوٰۃ شریف“ اور ”تکمیل الایمان“ اور ”شرح جامع صغیر“ میں نقل کی گئی ہے لیکن میں نے اس کو اختصار کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

کمالات و کرامات ﴿

حضور غوث اعظم ؑ کے کمالات و کرامات بی شمار ہیں اُن میں سے بعض کا ذکر عرض کر دوں۔

محی الدین

یہ وہ کمال ہے کہ کسی دوسرے کمال کے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ”آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب محی الدین کس طرح ہوا؟“ فرمایا کہ ”میں نے مکاشفہ کیا کہ ایک دن سیر و سیاحت کے لئے بغداد شریف سے باہر گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو دیکھا کہ راستہ میں ایک بیمار زندگی سے لاچار خستہ حال میرے سامنے آکھڑا ہوا اور ضعف و ناطقتی کے سبب زمین پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار، میری دستگیری کر اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دم میحائش سے مجھ پر پھونک تا کہ میری حالت درست ہو جائے، میں نے اُس پر دم کرنا ہی تھا کہ وہ پھول کی مانند تر و تازہ ہو گیا اُس کی لاغری کا فور ہو گئی اور جسم میں قربی اور توانائی آ گئی۔ اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، وہ بولا میں تیرے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اُس میں نئی زندگی ڈالنے والا ہے، تو دین کا مجدد اعظم اور اسلام کا مصلح اکبر ہے۔ میں اُس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور آواز بلند بولا، سیدی محی الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ بعد ازاں میں مسجد میں آیا اور دو گانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین رحمۃ اللہ علیہ پکارنے لگی، اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا“ حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محیر العقول خدمات سرانجام دیں، جن کو دیکھ کر آج حلقہ بگوشان اسلام محو حیرت اور انگشت بدنداں ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تجدید دین، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا اثر ارشاد و تربیت، اشاعت اسلام، احیائے دین اور تعلیم و تلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کشف بالکل صحیح ہے۔

اہل القبور کی امداد

اس مسئلہ میں اہل اسلام کا اتفاق ہے صرف منکر ہیں تو وہابی نجدی اور اُن کے ہمنوا فرقتے۔ اس بارے میں فقیر کی تصنیف ہے ”الاستمداد من اہل القبور“ یہاں ایک حدیث عرض ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یعنی ”جس وقت تم امورِ مشککہ میں حیران و پریشان ہو جاؤ تو اہل قبور (اہل اللہ) سے مدد طلب کرو“۔ یہ حدیث

عملاً مجرب ہے حضرت امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنا مشاہدہ اور تجربہ بیان فرماتے ہیں:

”حکى لى بعض شيوخنا الكبار فى العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث فقال له فحسبها الله عليهم فى الحال و كنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهيمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت فى الحال بغير سبب سوى هذا الكلام .“

(نووی شارح مسلم کی کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۰)

مجھ سے ایک بہت بڑے شیخ و عالم نے اپنا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ میرا خچر بھاگ گیا اور مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث پاک یاد تھی میں نے اُسی وقت پکارا، ”اعینونی یا عباد اللہ“ ”اے اللہ کے بند و میری مدد کرو۔“ تو اللہ تعالیٰ نے اُس خچر کو اُسی وقت روک دیا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم اُس کے پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے بمطابق حدیثِ ہذا عمل کیا تو وہ سوار اُسی فوراً کھڑی ہو گئی اور اُس کے کھڑے ہونے کا اُس کلام کے سوا اور کوئی سبب نہ تھا۔“ علاوہ ازیں اہل قبور سے استمداد کی بیشمار حکایات و حوالہ جات ہیں۔ فقیر کے رسالہ ”استمداد ازاہل قبور“ کا مطالعہ کریں۔

کرامات الاولیاء حق

یہ جملہ مخالفین کے عقائد میں بھی داخل ہے اور کرامات کی جملہ اقسام پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے اور یہ 11 قدم والا مسئلہ بھی اس اجمال کی تفصیل ہے کیونکہ اسے ”کرامات الاولیاء“ میں علماء کرام نے لکھا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ”تذکرۃ الموتی“ میں لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت میں جس جگہ چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں اور اپنے دوستوں و معتقدوں کی مدد اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور اُن کی ارواح سے بطریقِ اویسیہ فیض باطنی پہنچاتی ہیں۔ اس کی جیتی جاگتی دلیل سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ اویسیہ ہے۔ ویسے ہر سلسلہ میں روحانی فیض کا اجراء ہوا اور ہوا کرتا ہے اور ہو رہا ہے یعنی سلسلہ قادریہ و چشتیہ اور سہروردیہ میں باطنی فیض جاری ہوا اور جاری ہے۔ بالخصوص حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بعد وصال بیشمار حضرات کو روحانی بیعت سے نوازا اور اُن کا سلسلہ تاقیامت چل رہا ہے مثلاً سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے وظیفہ شیخ اللہ اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم اور اس سے روحانی اور ظاہری فوائد حاصل ہوتے

ہیں۔ منکر کو سوائے انکار برائے انکار کے اور کوئی کام نہیں۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولیائے کرام کی نیاز مندی اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

فقط والسلام

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین .

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ



بہاول پور پاکستان ۲۲ محرم ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ